7 ستمبر...... یومِ قرار دادِ اقلیت

۱۰-۹-۲۰۱۱

سات ستمبر کا دن پاکستان کے مسلمانوں کے لیے خصوصی طور پر اور دنیا کے چپے چپے میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی دن ہے۔ یہ دن جب ہر سال ستمبر کے مہینے میں لوٹ کر آتا ہے تو ہمیں اس تاریخ ساز فیصلے کی یاد دلاتا ہے جو پاکستان کی قومی اسمبلی نے عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت کا برملا اور متفقہ اعلان کرتے ہوئے جاری کیا تھا۔ اسی عظیم اور تاریخ ساز فیصلے کی رو سے قادیانی نبوت اور اس کے ماننے والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا تھا۔ قومی اسمبلی نے جمہوری طریقے کے مطابق متفقہ طور پر یہ بل پاس کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی اصل اور اساس ہے۔ ختم نبوت کا منکر بالاتفاق دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی 1839ء یا 1840ء میں قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا۔ خاندانی نمک خواری کے اثرات کا اظہار بعد میں اس طرح ہوا کہ مرزا قادیانی نے بدیسی انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دے دیا اور انگریز کی حکومت کو اللہ کا سایہ اور خود کو اس کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔ خود تحریر کرتے ہیں: ''بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین واجب ہے، اس سے جہاد کیسا؟ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔'' (شہادت القرآن: ص 54)

1929ء تک علمائے علمی مباحثوں اور مناظروں کے ذریعے قادیانیت کا مقابلہ کیا، جو علما اس میدان میں مرزا غلام احمد قادیانی کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے۔ ان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن، علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا عبداللہ لدھیانوی، محمد اسماعیل، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا لطیف اللہ علی گڑھی، مولانا احمد حسن دہلوی اور حضرت سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔

1929ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چوہدری افضل حق، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری اور مولانا ظفر علی خان نے مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی۔ احرار کے قیام کے چند ہی دنوں بعد تحریک کشمیر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہاں قادیانیوں نے کشمیریوں سے ہمدردی کے نام پر اپنی کفریہ سرگرمیاں شروع کر رکھی ہیں۔ قادیانیوں کے خلیفہ مرزا بشیر الدین نے کشمیر کمیٹی بنائی اور اس میں علامہ اقبال کو بھی شامل کیا۔ پنڈت نہرو کو بھی قادیانیت کے بارے میں دھول جھونکنے کے لیے اس کمیٹی میں شامل کیا گیا۔ احرار کی تحریک پر علامہ اقبال نے قادیانیت کا بغور مطالعہ کیا اور پنڈت نہرو کو قادیانیت کے بارے میں کیے گئے سوال کے جواب میں اپنے ایک خط میں لکھا: ''قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔'' مولانا ظفر علی خان نے صحافت کے ذریعے اس فتنے کا تعاقب کیا۔ روزنامہ ''زمیندار'' اس مقصد کے لیے وقف تھا۔

احرار کے قیام سے قبل جتنی بھی کوششیں ہوئیں، وہ ساری علمی اور انفرادی سطح کی تھیں۔ قادیانیوں کے خلاف منظم تحریک احرار ہی نے اپنے قیام کے بعد چلائی۔ 1930ء میں محدث اعظم حضرت مولانا انور شاہ کشمیری نے انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسے کے موقع پر پانچ سو علما کی موجودگی میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو ''امیر شریعت'' کا لقب عطا فرمایا اور قادیانیت کے خلاف جدوجہد کرنے کے لیے امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کی اقتدا میں پانچ سو جید علما نے اس عظیم الشان اجتماع میں شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی زندگی کو دو کاموں کے لیے وقف کر دیا۔ ایک عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور دوسرا ہندوستان سے انگریزوں کا انخلا۔ احرار نے قادیانیت کا باقاعدہ اور منظم انداز میں تعاقب کرنے کے لیے عوامی اجتماعات منعقد کرنا شروع کر دیے۔ قادیان میں (جس کو قادیانی اُمت نے ایک علیحدہ ریاست بنا رکھا تھا) اپنا ایک دفتر قائم کیا۔ مستقل طور پر شعبۂ تبلیغ کی بنیاد رکھی اور ساتھ ہی مسجد و مدرسہ قائم کر دیا۔ 21، 22، 23 اکتوبر 1934ء کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی صدارت میں قادیان میں عظیم الشان ''ختم نبوت کانفرنس'' منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔ مرزا بشیر الدین کی درخواست پر انگریز حکومت نے قادیان کی میونسپل حدود میں دفعہ 144 نافذ کر دی۔ احرار نے شہر کی حدود کے باہر یہ کانفرنس منعقد کی۔ جس میں کراچی سے راس کماری تک کے دو لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے اپنی سیاسی حیثیت ختم کرنے کا اعلان کیا اور اپنی تمام طاقت تبلیغی و اصلاحی اُمور اور استحکام پاکستان کے لیے وقف کر دی۔ احرار نے قیام پاکستان تک کیا کیا قربانیاں دیں اور انگریز کو اپنے اقتدار کا ٹاٹ لپیٹنے پر کیسے مجبور کیا؟ اس کے تذکرے کے لیے کئی صفحات درکار ہیں۔

عابد مسعود

پاکستان کے قیام کے بعد قادیانیوں نے ربوہ (چناب نگر) کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور نئے طریقوں سے اپنا جال پھیلانا شروع کر دیا۔ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی کو بنایا گیا۔ اس نے اپنے سرکاری منصب کا اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے بے دریغ استعمال کیا۔

قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا سدباب کرنے کے لیے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ایما پر مولانا لعل حسین اختر نے 3 جون 1952ء کو تمام مکاتب فکر کی مجلس مشاورت بلائی تاکہ ایک مشترکہ پلیٹ فارم سے اس نئے فتنے کا سدباب کیا جا سکے۔ اس مشترکہ مجلس نے ذیل کے مطالبات مرتب کیے:

1) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

2) ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ کے عہدے سے علیحدہ کر دیا جائے۔

3) تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔

1952ء کو قادیانیوں نے اپنا سال قرار دیا۔ بلوچستان کو بالخصوص اور پنجاب کو بالعموم قادیانی اسٹیٹ بنانے کے لیے اپنی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ 1952ء کی آخری رات امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے چنیوٹ میں ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ 1952ء گزر چکا ہے اور قادیانیوں کی تمام پیش گوئیاں جھوٹی قرار پاتی ہیں۔ اب میں اعلان کرتا ہوں کہ 1953ء تحفظ ختم نبوت کا سال ہے۔ مجلس احرار اسلام کی تحریک پر کراچی میں قائم ہونے والی کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے تحت پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف بھرپور احتجاجی مہم شروع ہو گئی۔ یہ مہم دیکھتے ہی دیکھتے ایک عظیم الشان تحریک میں بدل گئی۔ اس تحریک میں مجلس احرار اسلام، جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، تنظیم اہل سنت، جمعیت اہلحدیث، جماعت اسلامی اور حزب اللہ شامل تھیں۔ خواجہ ناظم الدین نے اس تحریک کو اپنے اور دولتانہ کے خلاف سمجھا اور اس کو کچلنے کے لیے طاقت کا بے دریغ استعمال کیا اور لاہور میں جزوی مارشل لا لگا دیا گیا۔ پورے ملک میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو جیلوں کی نذر کیا گیا۔ قائدین جب جیلوں سے رہا ہو کر آئے تو فضا بہت تبدیل ہو چکی تھی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو بڑھاپے نے آن لیا۔ عاشقانِ ختم نبوت نے ذرا آرام کے بعد تحریک کو نئے سرے سے منظم کرنا شروع کر دیا۔ دھیرے دھیرے پورے ملک میں تبلیغی طرز پر کام چلتا رہا۔ آخرکار 1973ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر بارش کے پہلے قطرے کا کام کیا۔ ملک بھر میں خوشی اور مسرت کے شادیانے بجائے گئے۔ قائد احرار، جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری نے آزاد کشمیر اسمبلی کو مبارک باد دی۔ سردار عبدالقیوم خان صدر آزاد کشمیر، ان کے رفقا، اراکین اسمبلی اور کشمیری مسلمانوں کو قلب و جگر کی اتاہ گہرائیوں سے ہدیۂ تحسین و تبریک پیش کیا۔

اس فیصلے نے مسلمانوں کو ایک ولولۂ تازہ دیا۔ دوسری طرف مئی 1974ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کا ایک گروپ سیر و تفریح کی غرض سے چناب ایکسپریس سے پشاور جا رہا تھا۔ جب ٹرین ربوہ پہنچی تو قادیانیوں نے اپنے معمول کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کی خرافات پر مبنی لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ نوجوان طلبہ اس سے مشتعل ہو گئے۔ طلبہ اور قادیانیوں کے مابین تو تکار ہو گئی۔ طلبہ نے ختم نبوت زندہ باد اور قادیانیت مردہ باد کے نعرے لگائے۔ قادیانیوں نے اس وقت تو اس گروپ کو جانے دیا اور اپنے خفیہ ذرائع سے اس کی واپسی کی تاریخ کا پتہ لگوایا۔ واپسی پر 29 مئی کو طلبہ جب ربوہ پہنچے تو قادیانی دیسی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر طلبہ پر ٹوٹ پڑے اور جس ڈبے میں یہ گروپ سوار تھا، اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ انہوں نے طلبہ کو نہایت بے دردی سے مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ طلبہ لہولہان ہو گئے۔ ان کا سامان لوٹ لیا گیا۔ آناً فاناً یہ خبر فیصل آباد پہنچ گئی۔ تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنما مولانا تاج محمود ایک بہت بڑا جلوس لے کر فیصل آباد اسٹیشن پہنچ گئے۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی اس لیے ہزاروں شہری پہلے ہی اسٹیشن پر موجود تھے۔ مسلمانوں نے اس کھلی غنڈہ گردی پر زبردست احتجاج کیا اور طلبہ کی مرہم پٹی کرائی گئی۔ اگلے روز یہ خبر پورے ملک میں پھیل گئی اور ہر جگہ مظاہروں کا ایک طوفان اُمڈ پڑا۔ اس واقعہ پر اسلامیان پاکستان کے احتجاج نے تحریک ختم نبوت کو نئی جہت دی۔ عوام کے اس پرزور احتجاج پر حکومت کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے اس واقعے پر اپنا احتجاج ریکارڈ کراتے ہوئے فرمایا: ''ختم نبوت کی دینی حیثیت کے متعلق تمام مسالک کے علما متفق ہیں کہ قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔''

9 جون 1974ء کو لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوری کی صدارت میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں شرکت کرنے والے علمائے کرام میں قائد احرار سید ابو معاویہ ابوذر بخاری، مولانا عبیداللہ انور، مولانا مفتی محمود، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا عبدالستار خان نیازی، شاہ احمد نورانی اور چوہدری ثناء اللہ بھٹہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جبکہ نوابزادہ نصر اللہ خان اور آغا شورش کاشمیری بھی اس اجلاس میں شریک تھے۔ اس موقع پر باقاعدہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی گئی۔ مولانا سید محمد یوسف بنوری کو اس کا کنوینر مقرر کیا گیا۔ مستقل انتخاب کے لیے 17 جون کو فیصل آباد میں تمام دینی و سیاسی جماعتوں کا مشترکہ اجلاس بلایا گیا۔ یہ اجلاس بھی مولانا سید محمد یوسف بنوری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں شرکت کرنے والی جماعتوں میں مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، جماعت اسلامی، حزب الاحناف، جمعیت اہلحدیث، مسلم لیگ اور پاکستان جمہوری پارٹی شامل تھیں۔ اس موقع پر جو ایکشن کمیٹی تشکیل پائی، اس کے کنوینر حضرت سید محمد یوسف بنوری جبکہ سیکرٹری جنرل صاحبزادہ محمود رضوی کو منتخب کیا گیا۔ اجلاس میں انتخاب کے حوالے سے کئی مشکل مرحلے آئے مگر سید ابوذر معاویہ بخاری اور آغا شورش کاشمیری کی گہری بصیرت سے استفادہ کیا گیا اور تمام معاملات نہایت خوش اسلوبی سے طے پا گئے۔

اس کے بعد مجلس عمل کے قائد مولانا سید محمد یوسف بنوری، سید ابو معاویہ ابوذر بخاری، صاحبزادہ محمود احمد رضوی، آغا شورش کاشمیری، پروفیسر غفور احمد، شاہ احمد نورانی اور دیگر درجنوں علمائے کرام نے مجلس عمل کے مطالبات کی راہ ہموار کرنے کے لیے پورے ملک کے دورے کیے۔ قادیانی اس تحریک سے بلبلا اُٹھے اور مسلمانوں کو تشدد کے ذریعے ہراساں کرنے کے لیے کئی جگہ دستی بموں سے حملے کیے۔ حکومت نے ابتدائی طور پر تحریک کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ مرکزی اور مقامی سطح پر قائدین کی گرفتاریاں شروع کر دیں۔ جناب آغا کاشمیری کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے ہفت روزہ ''چٹان'' کو بند اور پریس کو سیل کیا گیا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے صاحبزادے سید عطاء المحسن بخاری کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔ قائدین کی اکثریت تحفظ ناموس رسالت کے مطالبے کی پاداش میں جیل کی نذر ہو گئی مگر ان تمام معاملات نے تحریک کو ایک نئی جلا بخشی۔

طلبہ تنظیمیں بھی میدان میں آ گئیں۔ جمعیت طلبہ اسلام، تحریک طلبہ اسلام، انجمن طلبہ اسلام اور اسلامی جمعیت طلبہ نے اس تحریک میں زبردست کردار ادا کیا۔ تحریک طلبہ اسلام کے مرکزی صدر ملک رب نواز چنیوٹی اپنی پُرجوش تقریروں کی وجہ سے حلقے میں بہت زیادہ مشہور تھے۔ حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا مگر تحریک پھیلتی چلی گئی۔ بالآخر حکومت نے قوم کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور قومی اسمبلی میں قائد حزب اقتدار جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے سانحہ ربوہ اور قادیانی مسئلے پر سفارشات مرتب کرنے کے لیے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دیا۔ جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی میں ایک پرائیویٹ بل پیش کیا جس پر اٹھائیس معزز اراکین اسمبلی کے دستخط ثبت تھے اور یہ بل حزب اختلاف کی طرف سے تھا۔ ان دنوں حزب اختلاف کے قائد مولانا مفتی محمود تھے۔ صاحبزادہ فاروق علی خان کی صدارت میں قادیانی مسئلے پر ایوان میں بحث شروع ہو گئی۔ قادیانی اور لاہوری گروپ نے اپنے اپنے محضرنامے پیش کیے۔

قادیانی گروپ کے جواب میں ''ملت اسلامیہ کا موقف'' نامی محضرنامہ تیار کیا گیا۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری کی قیادت میں حضرت مولانا شریف جالندھری، مولانا محمد حیات، مولانا تاج محمود، مولانا عبدالرحیم اشعر نے حوالہ جات کی تدوین کا کام کیا۔ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے ان حوالہ جات کو ترتیب دے کر ایک خوبصورت کتاب مرتب کر لی۔ چند دنوں میں یہ محضرنامہ تیار ہو گیا جس کو مفکر اسلام مولانا مفتی محمود نے قومی اسمبلی میں پڑھا۔ لاہوری گروپ کے جواب میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی نے مستقل طور پر محضرنامہ تیار کیا۔ قادیانی گروپ کے سربراہ مرزا ناصر کو قومی اسمبلی کے سامنے اپنا موقف پیش کرنے یا سوالات اور جوابات پر جرح کے لیے بلایا گیا۔ 5 سے 11 اور 20 سے 21 اگست 1974ء تک کل گیارہ روز مرزا ناصر احمد قادیانی پر جرح ہوئی۔ 27 اور 28 اگست لاہوری گروپ کے صدر الدین، عبدالمنان عمر اور مسعود بیگ پر ہر روز جرح ہوئی۔ 5، 6 ستمبر کو اٹارنی جنرل آف پاکستان جناب یحییٰ خان بختیار نے بحث کو سمیٹا۔ انہوں نے دو روز تک اراکین قومی اسمبلی کے سامنے اپنا مفصل بیان پیش کیا۔

7 ستمبر 1974ء کو 4 بج کر 35 منٹ پر قادیانیوں کے دونوں گروپ مرزائی اور لاہوری گروپ کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے خصوصی خطاب کیا اور عبدالحفیظ پیرزادہ نے آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا۔ یہ بل متفقہ رائے سے منظور کیا گیا تو حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ارکان فرط مسرت سے آپس میں بغل گیر ہو گئے۔ پورے ملک میں اسلامیان پاکستان نے گھی کے چراغ جلائے۔ یہ دن ہمیں اپنے اسلاف کی بے مثال قربانیوں کی یاد دلاتا ہے۔ جن کی برکت سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت 1974ء کی آئینی ترمیم اور 1984ء کے امتناع قادیانیت صدارتی آرڈی نینس پر نیک نیتی کے ساتھ مؤثر طور پر عمل درآمد کرائے۔ مرزائیوں کو اپنی متعینہ حیثیت کے اندر رہنے کا پابند بنائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کرے۔